احمدی خواتین کے فرائض اور ذمہ داریاں

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

احمدی خواتین کے فرائض اور ذمہ داریاں

(فرمودہ ۵۔ اکتوبر ۱۹۲۹ء)

۵۔ اکتوبر ۱۹۲۹ء لجنہ اماء اللہ کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو جو ایڈریس پیش کیا گیا اس کے جواب میں حضور نے حسبِ ذیل تقریر فرمائی۔ سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

مَیں پہلے تو ممبراتِ لجنہ کا اپنی طرف سے اور اپنے خاندان اور اپنے ہمراہیوں کی طرف سے اس دعوت کے متعلق شکریہ ادا کرتا ہوں جو ہماری آمد پر دی گئی ہے۔ اس کے بعد اس امر پر خوشی کا اظہار کرتا ہوں کہ لجنہ آہستگی کے ساتھ گو استقلال کے ساتھ اپنے لئے کام کے نئے میدان تلاش کر رہی ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ اگر لجنہ اسی طرح کام کرتی چلی گئی تو حقیقتاً نہ کہ نام کے طور پر اسے ہم ایک مرکزی لجنہ قرار دے سکیں گے۔

اس کے بعد جو کچھ لجنہ اپنے کام کو وسیع کرنے کے متعلق کر رہی ہے اس کی نسبت ایک بات کی طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ انجمنوں کی زندگی دراصل قانون کی زندگی ہوتی ہے۔ کسی ایک فرد سے کام لے کر بہت سے افراد کے ہاتھوں میں کام دینے کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ افراد متحدہ جدوجہد کے احترام کے عادی ہو جائیں اور ان کے اندر یہ مادہ پیدا ہو جائے کہ اگر کسی وقت ایک لیڈر سے انجمن محروم ہو جائے تو کام کے تسلسل میں فرق نہ پیدا ہو۔ اس غرض کو پورا کرنے کے لئے یہ اہم اور ضروری بات ہوتی ہے کہ ہمیشہ قانون کی پابندی کی جائے اور قانون کی پابندی کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ قانون مقررہ الفاظ میں موجود ہو۔ جہاں لجنہ کی ممبرات اپنے کام کو وسیع کرنے کے لئے جدوجہد کر رہی ہیں وہاں انہیں اپنے ہی قانون سے باہر نہیں نکلنا چاہئے۔ اسی ایڈریس میں جو اس وقت پڑھا گیا ہے ایک سکول کا ذکر

ہے مگر میرے پاس لجنہ کی جو رپورٹ پہنچتی رہی ہے اس میں اس کا ذکر اس رنگ میں نہیں تھا جس رنگ میں اس کا ایڈریس میں ذکر ہے بلکہ اور رنگ میں تھا۔ لجنہ جب اپنے کام کی آپ ذمہ دار ہے تو وہ ایسا ریزولیوشن پاس کر سکتی تھی جس کے ماتحت یہ سکول آجاتا۔ ممکن ہے لجنہ نے اس کے متعلق ریزولیوشن پاس کیا ہو اور مجھے وہ ریزولیوشن نہ پہنچا ہو مگر جو پہنچا اس میں اور جس بات کا اس وقت ذکر کیا گیا ہے بہت فرق ہے۔ اس قسم کی اور خامیاں بھی لجنہ کے کام میں ہو جاتی ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ ممبرات لجنہ کو یہ احساس نہیں کہ پہلے قانون ہونا چاہئے اور پھر اس کے ماتحت کام کرنا چاہئے۔ خواہ کوئی کتنا اچھا کام ہو لیکن اگر قانون سے پہلے شروع کیا جاتا ہے تو اس سے انتظام کے ماتحت کام کرنے کی روح برباد ہو جاتی ہے۔ اس کے مقابلہ میں خواہ کتنا تھوڑا کام ہو لیکن اگر اس کے متعلق قانون پہلے وضع کیا جاتا ہے اور کام پیچھے کیا جاتا ہے تو اس طرح قربانی اور ایثار کا مادہ ترقی کرتا اور انتظام کے ماتحت کام کرنے کی روح پیدا ہوتی ہے۔ پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ جہاں لجنہ کی ممبرات کام کی طرف قدم بڑھاتی ہیں وہاں کوئی ایسا کام نہ کریں نہ کوئی عہدہ دار ایسا کرے اور نہ ساری ممبرات کہ جس کام کے متعلق قانون نہ پاس ہو۔ اسے شروع کیا جائے۔ مجھے یاد ہے جب صدر انجمن کی بنیاد پڑی تو بعض ممبر ایسے کام خود بخود جاری کر لیتے جو انجمن کے اصول کے خلاف ہوتے۔ ہم ان کی اس بناء پر مخالفت کرتے کہ انجمن کے اصول کے خلاف کوئی کام نہ ہونا چاہئے۔ اس پر وہ کہتے دیکھو یہ اچھا کام نہیں ہونے دیتے۔ ہم ان کو جواب دیتے اگر کوئی اچھا کام ہے تو سَو دفعہ اسے کرو مگر اس کے لئے قانون پاس کر لو۔ انجمن کے اصول کی خلاف ورزی کر کے کوئی کام کیوں شروع کرتے ہو۔

پس ممبرات لجنہ کو یاد رکھنا چاہئے قانون پاس کرنے سے قبل کوئی کام نہ شروع کریں۔ خواہ وہ کام کتنا بڑا اور کتنا مفید ہی کیوں نہ ہو اور میں تو کہوں گا اگر جہاد بھی لجنہ کے فیصلہ پر منحصر ہو تو اس کے فیصلہ سے قبل وہ بھی شروع نہیں ہونا چاہئے۔

دوسری بات جس کی طرف میں لجنہ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جب کوئی جماعت نظام کے ماتحت کام کرنا شروع کرتی ہے تو چونکہ وہ پہلے نظام کے ماتحت کام کرنے کی عادی نہیں ہوتی اس لئے کام کرنے والوں میں اختلاف پیدا ہوتا ہے۔ ایسے اختلافات سے گھبرانا نہیں چاہئے اس قسم کے اختلاف سے نظام کی وہ خامیاں ظاہر ہوتی ہیں جو ابتدائی کاموں میں عموماً پائی جاتی ہیں۔ قانون کی خامیاں وکلاء کے بالمقابل کھڑے ہونے سے ہی ظاہر ہوتی ہیں اور اس

طرح قانون مکمل ہوتا چلا جاتا ہے۔ پس اگر لجنہ کے کاموں میں اختلاف پیدا ہو تو اس سے گھبرانا نہیں چاہئے بلکہ اختلاف تو نقائص کی طرف توجہ دلاتا اور دوسرے کی خامیاں ظاہر کرتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قانون مکمل ہوتا جاتا ہے اور قانون کے مکمل ہونے سے کام کو پختگی حاصل ہوتی جاتی ہے۔ پس اختلاف سے گھبرانا نہیں چاہئے بلکہ اس کی قدر کرنی چاہئے۔ دیکھو رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔ اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَةٌ[1] میری امت میں اختلاف رحمت ہے۔ یہ ایسا ہی اختلاف ہے جو ایک نظام کے ماتحت، ایک انجمن کے ماتحت اور خلافت کے ماتحت کیا جائے۔ ہاں جو اختلاف اس کے مقابلہ میں اور اس کے باہر ہو کر کیا جائے، وہ تباہی کا موجب ہوتا ہے۔ ہر فریق جب یہ کہے کہ ہمیں جو اختلاف ہو گا وہ جب قانون اور نظام کے خلاف ہو گا ہم اسے چھوڑ دیں گے اور نظام کے ماتحت کام کریں گے تو ایسا اختلاف نقصان کا موجب نہیں ہوتا بلکہ فائدہ رساں ہوتا ہے۔ ممبرات لجنہ کو یاد رکھنا چاہئے ان کے سامنے کاموں کا بہت بڑا میدان پڑا ہے اور ان کے کرنے کے ایسے ایسے کام ہیں جو ابھی ان کے ذہن میں بھی نہیں آسکتے۔ ایک زمانہ تھا جب میں ممبرات لجنہ کے سامنے تقریر کرتا اور بتاتا کہ انہیں کیا کرنا چاہئے تو ممبرات تقریر سن کر کہتیں ہم خوب اچھی طرح تقریر سمجھ گئی ہیں مگر یہ تو بتایا جائے ہم کام کیا کریں۔ میں پھر تقریر کرتا اور پھر ان کی طرف سے یہی سنتا کہ ہم نے سب باتیں سن لی ہیں مگر جو کام ہمیں کرنا چاہئے وہ بتایا جائے۔ گویا وہی حالت ہوتی جو ساری رات زلیخا کا قصہ سنانے والے کے متعلق ہوئی تھی کہ ساری رات سن سن کر پوچھنے لگے۔ زلیخا مرد تھا یا عورت؟ میں ان کی بات پر حیران ہوتا کہ میں نے تو انہیں دنیا بھر کے کام بتادیئے ہیں مگر یہ کہہ رہی ہیں بتاؤ ہم کیا کام کریں۔ لیکن اب میں دیکھتا ہوں ان میں کام کرنے کا احساس پیدا ہو رہا ہے اور انہوں نے جوش سے کام شروع کئے ہوئے ہیں۔ لیکن انہیں یاد رکھنا چاہئے ان امور کے ساتھ اختلاف کا ہونا بھی لازمی ہے ان کو برداشت کرنے کی عادت ڈالنی چاہئے۔ وہ قوم جو ایسے اختلاف کو جو اصولی نہیں ہوتے برداشت نہیں کرتی اور اختلاف کرنے والوں کو اپنے ساتھ نہیں ملاتی بلکہ علیحدہ ہو جانے پر مجبور کرتی ہے وہ کبھی ترقی نہیں کر سکتی۔

مسلمانوں کی تباہی کا بہت بڑا باعث یہی ہے کہ جسے کوئی اختلاف ہو اسے علیحدہ کر دیا جاتا ہے حالانکہ اگر اختلاف اصولی نہیں نظام کو نہیں توڑتا اور اصل جڑ پر ضرب نہیں لگاتا تو اس کا ہونا ضروری ہے اور اسے برداشت کرنا چاہئے۔ ہاں اگر اختلاف اصولی ہو اسکا جڑ پر حملہ ہو تو

ایسا اختلاف کرنے والے کو علیحدہ کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ جیسے اس عضو کا کاٹنا ضروری ہوتا ہے جس میں ایسے جراثیم پیدا ہو جائیں جو سارے جسم کو تباہ کر دینے والے ہوں۔

ان نصائح کے بعد میں سمجھتا ہوں لجنہ آہستہ آہستہ اپنے کام کو سمجھنے لگ جائے گی اور اس مقام پر پہنچ جائے گی کہ ہم فخر کر سکیں گے۔ کہ جس طرح ہماری جماعت کے مرد منظم ہیں اور قانون کے ماتحت کام کرنا جانتے ہیں اسی طرح ہماری جماعت کی عورتیں بھی منظم ہیں۔

اس کے بعد چونکہ اس ایڈریس میں اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو یہاں پیش آیا اور جو مذبح کا واقعہ ہے۔ اس کی طرف میں اپنی تقریر کا رخ پھیرتے ہوئے لجنہ کو مخاطب کرتا ہوں۔ لجنہ اماء اللہ میں گو ایسی عورتیں نہیں ہیں جن کی اولاد ہو' یا جوان اولاد ہو۔ **اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰہُ**۔ لیکن بوجہ اس کے کہ یہی عورتوں کی قائمقام ہیں اس لئے میں انہیں اس فرض کی طرف توجہ دلاتا ہوں جو اس زمانہ میں عورتوں پر عائد ہوتا ہے۔ ہماری جماعت ہر موقع پر باامن جماعت رہی ہے۔ اب بھی باامن ہے اور باامن رہے گی مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ ہم کسی جبر سے اپنے حقوق چھوڑ دیں اور ان کی حفاظت نہ کریں۔ دنیا میں سب سے بڑھ کر باامن رسول کریم ﷺ تھے مگر آپ کی آخری عمر لڑائیوں میں ہی گذری۔ دراصل امن اور جنگ متضاد نہیں۔ بعض دفعہ امن اور جنگ ایک ہی ہوتا ہے بعض دفعہ جنگ امن کے خلاف ہوتی ہے اور بعض دفعہ جنگ ایک حد تک امن کے خلاف ہوتی ہے اور ایک حد تک اس کے موافق۔ بعض دفعہ امن کے قیام کے لئے جنگ کرنی پڑتی ہے اور بعض دفعہ امن کی بربادی کے لئے جنگ کی جاتی ہے اور بعض دفعہ بین بین حالت ہوتی ہے۔ یعنی نیت تو امن قائم کرنے کی ہوتی ہے لیکن فعل امن کو برباد کرنے والا ہوتا ہے۔ یا نیت تو امن کو برباد کرنے والی ہوتی ہے لیکن فعل امن قائم کر دیتا ہے۔ پس جب کہ قیام امن کے لئے جنگ بھی ضروری ہوتی ہے تو ضرورت اس بات کی ہے کہ ہماری اولادیں بہادر اور مضبوط دل کی ہوں۔ ہمارے ملک میں بہت بڑی مصیبت یہ ہے کہ جب مردوں کے لئے کوئی خاص کام کرنے کا وقت آتا ہے تو عورتوں میں شور پڑ جاتا ہے کہ ہمارے بچے' ہمارے بھائی' ہمارے خاوند' ہمارے دوسرے رشتہ دار تکلیف میں مبتلاء ہو جائیں گے۔ رسول کریم ﷺ کو جہاں مرد جری اور بہادر ملے تھے وہاں عورتیں بھی نہایت قوی دل اور مضبوط حوصلہ والی ملی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم ﷺ اور آپ کے غلاموں نے بڑے بڑے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ ورنہ اگر میدان جنگ میں جانے

کے لئے گھر سے نکلنے والا مرد گھر میں روتی ہوئی ماں، چلاّتی ہوئی بیوی اور بے ہوش بہن کو چھوڑ کر جائے گا تو کوئی بہادرانہ کام نہیں کر سکے گا کیونکہ اس کے دل پر غم کا بادل چھایا ہوا ہو گا اور اسے خیال ہو گا معلوم نہیں گھر میں کیا کہرام مچا ہوا ہو گا۔ لیکن اگر وہ گھر والوں کو ہشّاش بشّاش چھوڑ کر جاتا ہے تو اس کا دل خوش ہو گا اور وہ سمجھے گا میں اپنے گھر میں کسی کو افسردہ دل نہیں چھوڑ آیا اور اس خوشی میں وہ پوری طرح جان بازی دکھا سکے گا۔

ہماری جماعت جوں جوں ترقی کر رہی ہے اس کے سامنے نہایت اہم کام آرہے ہیں اور ہم نہیں جانتے ہمیں آگے قدم بڑھانے کے لئے کیا کیا قربانیاں کرنی پڑیں گی اور خدا ہی جانتا ہے کتنے مستقبل قریب میں ہمارے سپرد حکومتوں کا انتظام ہو گا اور اس کے لئے ہمیں کن حالات میں سے گزرنا پڑے گا۔ پس ضروری ہے کہ ہماری جماعت کی عورتیں بہادر اور مضبوط دل ہوں تاکہ ان کی اولاد بہادر اور جری ہو۔ میں جہاں اپنی جماعت کی عورتوں کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ تعلیم میں، تربیت میں، نظام میں، خدمت دین میں ترقی کریں وہاں یہ بھی کہتا ہوں کہ اولاد کو بہادر بنائیں اور اس کے دل ایسے مضبوط کریں کہ جو بھی قربانی انہیں کرنی پڑے، وہ خوشی سے کریں۔ وہ جب قربانی کے لئے گھروں سے نکلیں تو خوش خوش نکلیں نہ کہ دل کو دُکھ دینے والے نظارے دیکھتے ہوئے نکلیں۔ چونکہ اب مغرب کی اذان ہو گئی ہے اس لئے میں تقریر بند کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں خدا تعالیٰ ہماری جماعت کے مردوں اور عورتوں میں ایسی روح پیدا کرے جس سے بہترین نظام قائم ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ہی روحانیت بھی عطا کرے تا ایسا نہ ہو کہ نظام باقی رہ جائے اور روحانیت نہ رہے۔ مجھے لجنہ کی طرف سے رقعہ دیا گیا ہے جس میں لکھا ہے کہ جس سکول کا ایڈریس میں ذکر ہے اس کے متعلق ریزولیوشن پاس کیا گیا تھا مجھے کوئی ایسا ریزولیوشن نہیں پہنچا اگر پاس ہوا ہو تو لکھ کر مجھے بھیج دیا جائے میں اسے دیکھ لوں گا۔

(الفضل ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۲۹ء)

---

[۱] الجامع الصغیر للسیوطی جلد ۱ صفحہ ۱۱ مطبع خیریہ مصر ۱۳۲۱ھ